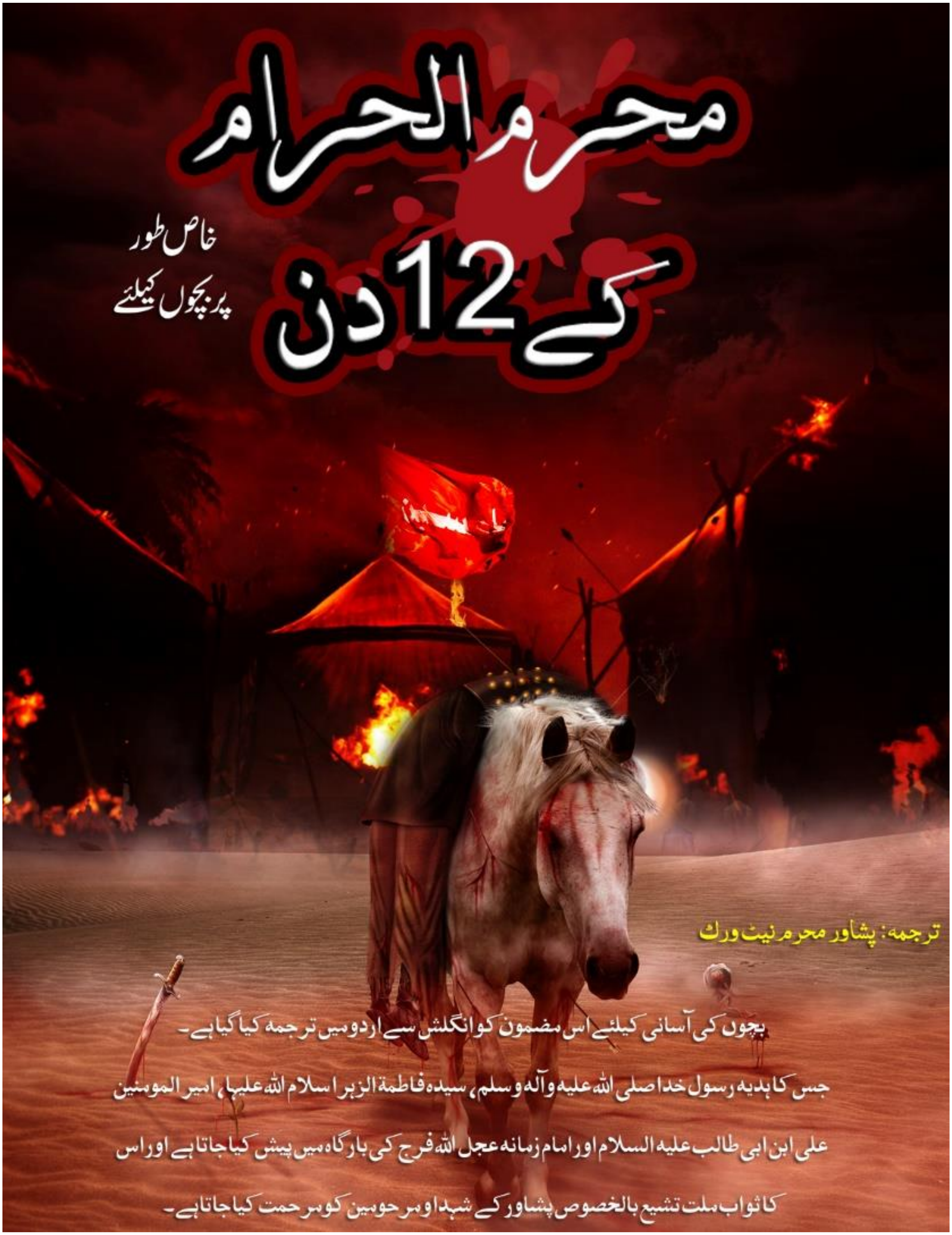

Presented by Ziaraat.Com

محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ دنیا بھر میں بہت سی جگہوں پر لوگ مصروف عمل ہوتے جارہے ہیں۔ کچھ اپنے گھر میں علم سجارہے ہیں۔ دیگر اسے مجلس میں دینے کیلئے تبرک خرید رہے ہیں۔ بچے نوحہ سیکھ رہے ہیں اور ماتم کررہے ہیں۔

علم کیا ہے؟

علم ایک پرچم کی طرح ہے جو ہمیں اس بینر کی یاد دلاتا ہے جو جنگ میں استعمال ہوتا تھا۔ جو حضرت محمد ﷺ اپنے دشمنوں کے خلاف لڑنے کے لئے استعمال کیا اور امام علی علیہ السلام کو خیبر کی جنگ میں عطا کیا اور حضرت عباس علیہ السلام کو کربلا میں علم عطا کیا گیا۔

ہم مجلس کیوں کرتے ہیں؟

مجلس ہمارے مذہب، اسلام اور کربلا کے بارے میں جاننے کیلئے ایک میٹنگ ہے۔ بی بی زینب سلام اللہ علیہا نے دمشق شہر میں پہلی مجلس کا انعقاد کیا تاکہ ہر شخص کو امام حسین علیہ السلام کے بارے میں بتایا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

نوحہ

نوحہ افسوس ناک نظم ہے کربلا کی کہانی سنانے کے لئے اور ماتم کو یہ ظاہر کرنے کے لئے کیا جاتا ہے کہ آپ کی خواہش ہے کہ آپ امام علیہ السلام کی مدد کے لئے وہاں موجود ہیں۔ مجلس کے اختتام پر ہم امام کے نام پر تبروک ہر اس شخص کو دیتے ہیں جو اس واقعے کو یاد کرنے آتا ہے۔

چاندرات

محرم کی پہلی شام آسمان میں ایک نیا چاند نظر آتا ہے جو ہمیں یہ بتاتا اور کہتا ہے کہ ایک نیا مہینہ اور ایک نیا سال کل سے شروع ہو گا۔

ہم اداس کیوں ہیں؟

ہم اداس ہیں کیونکہ یہ خاص وقت ہے جب ہم امام حسین علیہ السلام کو یاد کرتے ہیں۔ امام اور ان کے تمام اہل خانہ کوفہ کی طرف رواں دواں ہیں۔ وہ گرم صحرا میں سفر کر رہے ہیں اور آگے بہت سی مشکلات ہیں۔

وہ اپنی نماز ادا کر رہے ہیں اور رات کے لئے صحرا میں رک جاتے ہیں۔ جب بی بی زینب سلام اللہ علیہا نئے چاند کو دیکھتی ہیں تو وہ دعا پڑھتی ہیں۔ پھر اپنے بھائی امام حسین علیہ

Presented by Ziaraat.Com

السلام کو بلانے کے لئے بی بی فضا سلام اللہ علیہا کو بھیجتی ہیں۔ امام حسین علیہ السلام اپنی بہن زینب سلام اللہ علیہا کو سلام پیش کرنے کے لئے خیمے میں آتے ہیں، لیکن انؑ کی آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔ وہ پوچھتی ہیں "اداس کیوں ہو میرے بھائیؑ؟" امام حسین علیہ السلام جواب دیتے ہیں، "اے میری بہن زینبؑ۔ یہ محرم کا مہینہ ہے۔ 10 ویں دن، عاشور، ہم سب کو دریائے فرات کے کنارے یزید کے ہاتھوں مارا جائے گا۔"

پہلی محرم

امام حسین علیہ السلام کوفہ جاتے ہوئے رکے کیوں تھے؟ یزید نامی ایک شریر شخص امام حسین علیہ السلام، نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیعت کرنے پر مجبور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

بیعت کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بھی یزید چاہتا تھا اس سے اتفاق کرنا ہے۔ امام علیہ السلام کو معلوم تھا کہ یہ غلط ہے اس لیے انہوں نے انکار کر دیا۔ یزید کی بات ماننا اسلام کے خاتمے کا مطلب تھا۔ یزید شرابی تھا اور اسلام کے کسی اصول کو نہیں مانتا تھا۔ وہ تمام مسلمانوں کا رہنما اور حکمران ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا اور امام حسین علیہ السلام کو اسلام بچانا تھا۔

اگر امام علیہ السلام مدینہ میں رہتے تو یزید انہیں وہیں مار دیتا۔ چنانچہ امام حسین علیہ السلام نے شہر نبویؐ سے نکلنے کا فیصلہ کیا۔ آپ 28 رجب 60ھ کو اپنے نانا حضرت

PeshawarMuharram
Presented by Ziaraat.Com

محمد ﷺ کی قبر پر گئے اور آنسوؤں کے ساتھ الوداع کہا۔ اس کے بعد وہ جنت البقیع، قبرستان مدینہ منورہ میں اپنی والدہ، بی بی فاطمہ سلام اللہ علیہا اور بڑے بھائی امام حسن علیہ السلام کو الوداع کہنے کے لیے گئے۔ حضرت عباس علیہ سلام صحرا کے راستے طویل سفر کے لئے اونٹوں اور پانی کے حصول کے انچارج تھے۔ امام حسین علیہ السلام کے تمام خاندان والے ان کے ساتھ جا رہے تھے۔

یہاں تک کہ چھوٹا بچہ علی اصغر علیہ السلام بھی جو صرف دو ہفتے کا تھا۔ صرف ان کی بیٹی فاطمہ صغریٰ سلام اللہ علیہا جو سفر کرنے کے لئے بہت زیادہ بیمار تھیں، پیچھے رہ گئیں۔ اہل مدینہ کو امام علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ کے رخصت ہوتے دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔ وہ سب الوداع کہنے آئے۔ جب وقت آیا اہل بیتؑ کی عورتوں کا، نبی ﷺ کے خاندان کا، اونٹوں کی پیٹھ پر چڑھنے کا، سڑکوں کو صاف کیا گیا۔ گھروں کی چھتوں پر کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ حضرت علی اکبر علیہ السلام نے اپنی والدہ ام لیلیٰؑ کی مدد کی۔ حضرت قاسم علیہ السلام نے اپنی والدہ ام فرواؑ کی مدد کی۔ حضرت عباس علیہ السلام نے اپنی بہن ام کلثوم علیہ السلام کی مدد کی۔ جب بی بی زینب سلام اللہ علیہا کی باری آئی تو خود امام حسین علیہ السلام نے قدم رکھا اور اونٹ کی پیٹھ پر چڑھنے میں بہنؑ کی مدد کی۔ امام

Presented by Ziaraat.Com

حسین علیہ السلام اور ان کے اہل خانہ 28 رجب 60 ہجری کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ سفر میں 6دن لگ گئے۔ مکہ میں قیام کے دوران کوفہ کے لوگوں نے بہت خط لکھے جس میں ان کی رہنمائی کے لیے وہاں آنے کو کہاامام حسین علیہ السلام نے اپنے چچازاد بھائی مسلم ابن عقیلؑ کو کوفہ بھیجا۔

مکہ میں امام حسین علیہ السلام کب تک تھے؟

امامؑ نے ماہ ذی الحجہ تک مکہ مکرمہ میں قیام کیا، حج کے وقت وہ حج مکمل نہ کر سکے جب انہیں معلوم ہوا کہ یزید نے اپنے سپاہیوں کو امام حسین علیہ السلام کو خانہ کعبہ پر قتل کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ امامؑ نے اللہ کے پاک گھر میں کوئی خون نہیں چاہا اور اسی طرح مکہ چھوڑ دیا۔ جیسے جیسے لوگ حج مکمل کرنے کے لئے میدان عرفات کی طرف گئے، امام حسین علیہ السلام کو اپنا حج ترک کرکے کوفہ کی طرف جانا پڑا۔

2 محرم الحرام

یہ وہ دن ہے جب امام حسین علیہ السلام کربلا پہنچے۔ امامؑ کوفہ کی طرف جارہے تھے۔ جب حرؑ اور ان کے سپاہیوں نے امامؑ سے ملاقات کی۔ وہ سب بہت پیاسے تھے اور پیاس سے بے حال تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے حرؑ اور ان کی تمام فوج کو اتنا پانی دیا

Presented by Ziaraat.Com

جتنا وہ پینا چاہتے تھے۔ حرؑ نے پھر امامؑ سے کہا کہ انہیں یزید نے بھیجا ہے کہ امامؑ کو کوفہ جانے سے روکا جائے۔ امامؑ کو سمت بدلنا پڑی۔ کوفہ سے چالیس میل دور، جب وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھے گھوڑا اچانک رک گیا اور چلتا نہیں تھا۔ امامؑ نے پوچھا "اس جگہ کو کیا کہتے ہیں؟ "کسی نے کہا "نینوا!" ایک اور نے کہا"غزاریہ!" "کوئی اور نام ہے؟" امامؑ نے پوچھا۔ایک بوڑھے آدمی نے کہا"اس جگہ کو کربلا کہتے ہیں"۔

کربلا کا مطلب کیا ہے

کربلا دو لفظوں پر مشتمل ہے: "کرب" اور "بالا"۔ کرب کا مطلب مصائب اور بالا کا مطلب مصیبتیں ہیں۔ گھوڑوں سے اترتے ہی ایک زرد دھول ہوا میں طلوع ہوئی۔ بی بی زینب (اے ایس) نے پکارا، "میں گھبرا گئی ہوں! "امام حسین نے کہا،" صبر کرو، میری بہن زینب۔"

تیسری محرم الحرام

آیئے ہم جانتے ہیں کہ آج کربلا میں کیا ہوا۔۔۔

Presented by Ziaraat.Com

بنو اسد کون تھے؟

تین محرم الحرام کو امام حسین علیہ السلام نے قبیلہ بنی اسد کو بلایا جو کربلا کے قریب رہتے تھے اور ان سے کربلا کی زمین 60 ہزار درہم میں خرید لی۔ امامؑ نے زمین بنو اسد کو واپس دی اور مردوں سے کہا، "میں جلد ہی یہاں مارا جاؤں گا۔ میرے خاندان کے تمام افراد بھی مارے جائیں گے۔ کوئی ہمیں دفن نہیں کرے گا۔ جب ہم مر جائیں تو براہ کرم آئیں اور ہمارے اوپر کچھ مٹی ڈالیں"۔ اس کے بعد آپؑ نے بنی اسد کی عورتوں کو بلایا اور کہا "اگر تمہارے مرد بھی آنے میں بہت ڈرتے ہوں تو پھر تم ایسا کرو۔" آخر میں آپؑ نے بچوں کو بلا کر ان سے کہا۔ "اگر آپ کے والدین نہیں آسکتے تو، آپ اس طرح آئیں جیسے آپ کھیل رہے ہیں اور ہمیں مٹی سے ڈھانپ دیں"۔ آپؑ نے ان سے کہا کہ وہ زیارت کے لئے آنے والوں کو ان کی قبر کی طرف اشارہ کر کے بتائیں۔ جلد ہی بہت شور مچ گیا کیونکہ عمر ابن سعد4ہزار سپاہیوں کے ساتھ پہنچا۔ وہ امام حسین علیہ السلام کے خلاف جہاد کرنے آیا تھا۔ آج ہم حضرت مسلم ابن عقیل علیہ السلام کو یاد کرتے ہیں۔ وہ امام حسین علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے۔ اہل کوفہ نے جب امامؑ کو خط لکھا تھا تو آپ نے حضرت مسلم علیہ السلام کو کوفہ بھیج دیا تھا۔ پہلے کوفہ

Presented by Ziaraat.Com

کے لوگوں نے حضرت مسلم ابن عقیل علیہ السلام کا استقبال کیا اور امام حسین علیہ السلام کی حمایت کرنے کا وعدہ کیا۔ حضرت مسلم ہانی ابن عروۃ کے گھر میں رہے جو امامؑ کے سچے دوست تھے۔ لیکن کوفہ کا نیا حاکم ابن زیاد بہت شریر آدمی تھا۔ اس نے لوگوں کو بتایا کہ اگر انہوں نے مسلم ابن عقیل علیہ السلام کی مدد کی تو وہ انہیں قتل کردے گا۔ ان میں سے بہت سے لوگ خوفزدہ ہو گئے اور مسلم ان عقیل علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ دیا۔ہانیؒ مسلمؑ سے وفادار رہے اور ابن زیاد نے ان کو قیدی بنا کر قتل کردیا۔

حضرت مسلم علیہ السلام کو کس طرح مارا گیا؟

یہ 8 ویں ذی الحجہ 60 ہجری کا واقعہ تھا جب حضرت مسلم علیہ السلام نے دیکھا کہ کوفہ کے لوگ ان کے خلاف ہو گئے ہیں تو وہ ہانیؒ کے گھر سے نکل گئے۔ وہ امام حسین علیہ السلام کو ایک پیغام پہنچانا چاہتا تھے کہ وہؑ اب کوفہ نہ آئیں۔ وہ اکیلے ہی گلیوں میں چلتے رہے۔ ان کے پاس نہ کھانا تھا نہ پانی اور نہ جگہ جہاں ٹھہریں۔ کوئی بھی ان کی مدد کرنے کو تیار نہ تھا۔ وہؑ ایک گھر کی دہلیز پر بیٹھ گئے۔ توح نامی ایک خاتون نے دروازہ کھولا اور کہا، "دیر ہوچکی ہے تم اپنے گھر کیوں نہیں جاتے؟ "مسلم علیہ السلام نے کہا" میں اس شہر میں تنہا ہوں۔" وہ بولی "کون ہو تم؟" آپؑ نے اسے بتایا،" میں مسلم ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

مجھے امام حسین علیہ السلام نے کوفہ کے لوگوں کی رہنمائی کے لئے بھیجا تھا لیکن ان سب نے مجھے چھوڑ دیا ہے۔" جب خاتون کو پتہ چلا کہ مسلمؑ ہیں تو اس نے انہیں اپنے گھر کے اندر آنے کو کہا۔ لیکن خاتون کا بیٹا ابنِ زیاد کا سپاہی تھا۔ وہ سارا دن حضرت مسلم علیہ السلام کی تلاش میں رہا اور جب اسے اپنے گھر میں مسلمؑ کو پایا تو وہ ابنِ زیاد کو بتانے کے لئے وہاں سے نکل پڑا۔ جلد ہی ابن زیاد نے 70 فوجی جوان توح کے گھر بھیجے۔ حضرت مسلم علیہ السلام نہیں چاہتے تھے کہ وہ اندر آئیں، چنانچہ وہ گھر چھوڑ کر دوبارہ گلی میں نکل گئے۔ انہوں نے ان پر حملہ کیا لیکن آپ نے بہادری سے مقابلہ کیا اور سپاہیوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ یہاں تک کہ وہ بہت سارے تھے اور حضرت مسلمؑ اکیلے تھے۔وہ چھت پر گئے اور پتھر پھینکنا شروع کردیئے۔ انہوں نے ایک گڑھا کھودا تاکہ مسلمؑ اندر گرجائیں۔ جب وہ اندر گرے تو انہیں بطور قیدی ابن زیاد کے محل میں لے جایا گیا۔ حضرت مسلمؑ اپنے لئے نہیں بلکہ امام حسین علیہ السلام کے لئے پریشان تھے جو کوفہ کی طرف آرہے تھے۔ جہاں لوگوں نے اپنا رویہ بدلا ہوا تھا۔ ابن زیاد نے کہا "مسلم کو قتل کرو۔" جس وقت وہ مارے جانے والے تھے اسی وقت حضرت مسلم علیہ السلام نے قبلہ کی طرف رخ کیا۔ اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہوں نے

PeshawarMuharram
Presented by Ziaraat.Com

کہا، "السلام علیک یا اباعبداللہ ۔ میرا سلام قبول کریں، اے میرے امام حسینؑ" ان کا سر کاٹ کر یزید کو بھیج دیا گیا اور ان کی لاش کوفہ کی گلیوں میں گھسیٹ کر ساتھ لے جائی گئی۔

حضرت مسلمؑ کا مزار کوفہ میں ہے زیارت پڑھتے وقت ہم حضرت مسلمؑ کی نقل کرتے ہیں جب ہم اپنی انگلی قبلہ کی طرف کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم امام حسینؑ کو اپنا سلام کہتے ہیں۔ حضرت مسلمؑ کے یتیم، محمد اور ابراہیم علیہم السلام بغیر رحم کے مارے گئے اور ان کی لاشیں دریامیں پھینک دی گئیں۔

چار محرم الحرام

ہم کربلا میں شہید ہونے والے انصارِ امام حسین علیہ السلام اور انکے دوستوں اور مددگاروں کے بارے میں سوچتے ہیں۔ انہوں نے اپنی ہر چیز کو ترک کر دیا۔ تاکہ وہ آخر تک امامؑ کے ساتھ رہیں۔ یہاں تک کہ جب امامؑ نے انہیں بار بار کہا کہ وہ جانے کے لئے آزاد ہیں تو انہوں نے امامؑ کو تنہا نہیں چھوڑا۔ امام حسین علیہ السلام نے خود فرمایا "میری طرح کسی کے دوست اور مددگار نہیں ہیں۔ نہ میرے ناناﷺ اور نہ ہی میرے والدؑ کے اتنے مخلص، وفادار دوست اور مددگار تھے۔"

Presented by Ziaraat.Com

شہدائے کربلاؑ کے روضے جو انصار حسینؑ تھے۔ وہ امام حسین علیہ السلام کے وفادار دوست، مددگار اور ساتھی تھے۔ کچھ حبیب ابن مظاہرؑ کی طرح بوڑھے تھے، وہاب ای کلبیؑ جیسے دوسرے نوجوان تھے۔ کچھ رئیس تھے زوہیر ابن قینؑ کی طرح، دوسروں کی طرح جونؑ غلام تھے۔ کچھ اس طرح سلیمؑ اور عمیرؑ کوفہ اور بصرہ جیسے قصبوں سے آئے تھے دوسرے صحرا میں رہ چکے تھے۔ عمارؑ اور مسلم ابن اوسجہؑ جیسے مرد تھے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ نافعؑ اور جنبدؑ جو امام علی علیہ السلام کے دوست تھے۔ وہ سب عاشور کے دن اسلام کا دفاع کرتے ہوئے عمر ابن سعد کی فوج کے خلاف بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے اور امامؑ ان میں سے ہر ایک کے لئے روتے رہے۔

حر،امامؑ کے لشکر میں کیوں شامل ہوا؟

حرؑ یزید کی فوج کے کپتان رہے تھے ، انہیں امام حسین علیہ السلام کو کوفہ کی طرف جانے کو روکنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ امامؑ نے حر اور ان کے سپاہیوں کو پانی دیا تھا، جب وہ بہت، بہت پیاسے تھے اور پانی کو ترس رہے تھے۔ عاشور کی رات حرؑ امام حسینؑ کے بارے میں بے چینی سے سوچ رہے تھے۔اب انہیں امام علیہ السلام کا راستہ بند

Presented by Ziaraat.Com

کرنے پر افسوس ہوا اور امامؑ کے پہلو میں آنے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے جا کر امامؑ سے التجا کی کہ وہ انہیں معاف کردیں۔ امام حسین علیہ السلام نے حرؑ کا استقبال کیا اور گلے لگایا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حرؑ کو اپنے گناہوں پر واقعی افسوس ہے۔ حرؑ نے پھر عمر ابن سعد کی فوج کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ جب وہ گر گئے تو امامؑ نے خود ہی اپنے بازوؤں میں جلدی لے لیا اور حرؑ کے سر کے گرد ایک خاص سکارف باندھ لیا۔ جب حرؑ کا انتقال ہوا تو امامؑ کو اپنے نئے دوست کو کھونے پر بہت دکھ ہوا۔ آپؑ حرؑ کی لاش کو خیمے میں واپس لے گئے۔ جہاں حرؑ کیلئے تمام بیبیاں ماتم کناں تھیں۔

پانچ محرم الحرام

کوفہ سے زیادہ سے زیادہ فوجی دستے کربلا پہنچے۔ انہیں ابن زیاد نے امامؑ کے خلاف جنگ کے لیے بھیجا تھا۔ امامؑ کے تمام دوستوں کے قتل کے بعد امام حسینؑ کے خاندان کے جوانوں کی باری تھی۔ ہم ان کی بہن بی بی زینب سلام اللہ علیہا کے دو بہادر بیٹوںؑ پر نظر ڈالیں گے۔ ان کے نام عونؑ اور محمدؑ ہیں۔ جب حضرت عقیل علیہ السلام کے خاندان کے جوان مارے گئے تھے تو حضرت عون اور محمد علیہم السلام کی باری تھی۔ ان کے والد حضرت عبداللہ ابن جعفر طیارؑ نے ان کو امام حسین علیہ السلام کی مدد کیلئے امامؑ

PeshawarMuharram
Presented by Ziaraat.Com

کے ساتھ بھیجا تھا۔ جب وقت آتا ہے اسلام کو بچانے کا وہ اپنے ماموں امام حسین علیہ السلام کے پاس گئے اور پوچھا کہ کیا وہ میدان جنگ میں جا سکتے ہیں؟ بی بی زینب سلام اللہ علیہا خود ان کے ساتھ اس بات کو یقینی بنانے کے لئے گئیں۔ امامؑ نے ان کی درخواست پر "ہاں" کہا۔ دونوں جوان میدان جنگ میں نکل پڑے۔ انہوں نے یزید کی فوج کو بتایا "ہم عونؑ اور محمدؑ ہیں، جعفر ابن طیارؑ اور حیدر کرارؑ کے پوتے! "امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ نے دیکھا کہ انہوں نے کس بہادری سے مقابلہ کیا۔ حالانکہ وہ بھوکے اور پیاسے تھے۔ جنہیں 3 دن سے پانی نہیں ملا تھا۔ عمر ابن سعد کی فوج یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ کس قدر شدت سے وہ لڑ رہے تھے اور انہیں گھیرنے اور ہر طرف سے حملہ کرنے لگے تھے۔ آخر کار وہ اپنے گھوڑوں سے گر پڑے اور امامؑ کو پکارا "ہمارا آخری سلام کو قبول کریں"۔

بی بی زینب سلام اللہ علیہا نے سجدہ کیوں کیا؟

امام حسینؑ اور حضرت عباسؑ وہاں سے نکل کر انہیں واپس لے آئے۔ ہائے وہ اتنے زخمی ہوئے کہ راستے میں ہی دم توڑ گئے۔ جب ان کی لاشیں خیمے میں پہنچیں تو ساری بیبیاں

Presented by Ziaraat.Com

روتے لگیں مگر بی بی زینب سلام اللہ علیہا سجدے میں تھیں! "اے میرے اللہ، میری قربانی قبول کرنے پر تیرا شکرادا کرتی ہوں!"

چھ محرم الحرام

کچھ لوگ جو عمر بن سعد کے ساتھ تھے انہیں احساس ہوا کہ امام حسین علیہ السلام کے خلاف لڑائی کا مطلب اللہ اور نبی ﷺ کے ساتھ جنگ ہے لہذا وہ بھاگ گئے۔ حبیب ابن مظاہر نے امامؑ کیلئے قبیلہ بنی اسد سے مدد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن ان پر عمر ابن سعد کے سپاہیوں نے حملہ کیااور واپس جانے پر مجبور ہوگئے۔

حضرت علی اکبر علیہ السلام کو نبی کی تصویر کیوں کہا گیا؟

ہمیں امام حسین علیہ السلام اور بی بی ام لیلیٰ سلام اللہ علیہا کے 18 سالہ بیٹے یاد ہیں۔ان کا نام علی اکبر علیہ السلام تھااور وہ خاندان میں سب سے زیادہ خوبصورت نوجوان تھے۔ وہ نہ صرف پیغمبر محمد ﷺ کی طرح دکھتے تھے یہاں تک کہ ان کی آواز بھی ویسی تھی۔ وہ آپ ﷺ کی طرح چلتے اور باتیں کرتے تھے۔ وہ نبی ﷺ سے اتنے مشابہہ تھے کہ ہر ایک نے انہیں شبیہ پیغمبر ﷺ یعنی نبی کی تصویر کہا۔جب علی اکبر علیہ السلام اپنے والد کے پاس آئے اور کہا "کیا میں میدان جنگ جا سکتا ہوں؟" امامؑ کو بہت دکھ ہوا۔ "جاؤ اور اپنی ماں، پھپھی اور اپنی بہنوں کو الوداع

Presented by Ziaraat.Com

کہو"۔ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا "جب بھی ہم نبی ﷺ کی زیارت کرنا چاہتے تو علی اکبر علیہ السلام کی طرف دیکھتے" بہت مشکل سے سب نے تسلیم کیا کہ اب اکبر علیہ السلام کی باری ہے اور کئی بار وہ جانے کی کوشش کرتے لیکن واپس اندر آجاتے۔ تاکہ اہل بیت علیہم السلام کو ایک بار اور اپنی زیارت کرا سکیں۔

اکبر علیہ السلام دشمن کا مقابلہ کرنے گئے۔ امام حسین علیہ السلام دروازے پر کھڑے ہو کر اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے کہ ام لیلیٰ سلام اللہ علیہا نے امامؑ کا چہرہ دیکھا۔ انھوں نے دیکھا کہ امامؑ اداس ہو رہے ہیں۔ آپ سلام اللہ علیہا نے پوچھا "اے میرے امامؑ، کیا میرا اکبرؑ ٹھیک ہے؟" امامؑ نے کہا،" ام لیلیٰؑ، اکبرؑ کے لئے دعا کریں۔ "انہوں نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا کی،" اے اللہ! جس طرح آپ نے یوسف کو یعقوب سے ملایا تھا اسی طرح ایک بار مجھے اکبرؑ سے ملا دیں"۔ اللہ تعالی نے آپ سلام اللہ علیہا کی دعا سنی ۔ جلد ہی امامؑ نے اپنے بیٹےؑ کو واپس خیموں کی طرف آتے دیکھا۔ اکبر علیہ السلام نے کہا، "اگر صرف کچھ پانی مل جائے"۔ مگر پانی نہ تھا۔ اکبر علیہ السلام واپس میدان جنگ میں پیاسے لوٹے۔ اس مرتبہ انہیں عمر سعد کے سپاہیوں نے گھیرا اور نیزے سے حملہ کیا۔ اکبر علیہ السلام نے اپنے گھوڑے سے گر کر کہا، "میرا آخری سلام آپ پر

Presented by Ziaraat.Com

میرے والدؑ "۔ بیٹے کی صدا سنتے ہی اُم لیلیٰ سلام اللہ علیہابے ہوش ہو گئیں۔ امام حسین علیہ السلام اپنے بیٹے کو تلاش کرنے کیلئےوہاں پہنچ گئے۔ امامؑ مشکل سے راستہ دیکھ سکے اور راستے میں کئی بار گرے وہ بلاتے رہے "کہاں ہو؟ مجھے دوبارہ آواز دو "۔ آخر کار اکبر علیہ السلام امامؑ کو مل گئے ۔ امامؑ نے دیکھا کہ اکبرؑ کے سینے میں ایک نیزہ ہے۔ امامؑ نے جھک کر اپنی تمام قوت استعمال کرتے ہوئے نیزہ نکالا لیکن نیزے کے ساتھ ہی اکبرؑ نے آخری سانس لی۔ اکبرؑ کی لاش واپس لے جانا بہت مشکل تھا۔ امام حسین علیہ السلام نے پکارا، "اے بنی ہاشم کے بچو، میرے علی اکبرؑ کو خیموں میں لانے کے لئے میری مدد کریں"

سات محرم الحرام

امام حسین علیہ السلام کے خاندان کیلئے پانی بند کر دیا گیا تھا اور کربلا کے گرم صحرا میں بچے بہت پیاسے تھے۔ ابنِ زیاد کے احکامات کے تحت دریائے فرات کے کنارے کو بند کیا گیاتا کہ ایک قطرہ بھی امامؑ اوران کے ساتھیوں میں کسی کو نہ ملے۔

Presented by Ziaraat.Com

قاسم علیہ السلام کون تھے

ہم امام حسن علیہ السلام کے بیٹوں خاص طور پر حضرت قاسم علیہ السلام کے بارے میں سوچتے ہیں۔ زہر کے ذریعے اپنے والد کی شہادت کے وقت قاسم علیہ السلام کی عمر صرف تین سال تھی۔ ان کے چچا امام حسین علیہ السلام نے بڑی محبت سے ان کی دیکھ بھال کی تھی۔ اب قاسم علیہ السلام پوچھ رہے تھے کہ کیا وہ میدان جنگ میں جاسکتے ہیں؟ امامؑ کیسے ہاں کہہ سکتے تھے۔اُس بچے کو جو بمشکل تیرہ سال کا ہے اور ان کے بھائی کا یتیم ہے قاسمؑ کو معلوم نہیں تھا کہ کیا کرنا ہے اور افسوس کے ساتھ اپنی ماں، ام فرواؑ کے پاس چلے گئے۔ دونوں نے دعا کی ان کا مسئلہ حل ہونے کی تو انہیں یاد آیا کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ایک خط دیا تھا کہ جب چچاؑ مشکل میں ہوں اور جنگ کی اجازت نہ دیں تو یہ خط چچاؑ کو دے دیں "اس لمحے سے بڑی مشکل کیا ہو سکتی ہے؟ "انہوں نے سوچا۔ خط ہاتھ میں لے کر قاسم علیہ السلام اور ان کی والدہؑ امام حسین علیہ السلام کے پاس گئے۔ امامؑ نے اپنے بھائی کی طرف سے وہ خط پڑھا، جس میں کہا گیا تھا "اے میرے بھائی حسینؑ، کربلا میں میری جگہ میرے بیٹے قاسمؑ کو لڑنے دو"۔ قاسم علیہ السلام کو اب کوئی روک نہ سکا اور امام حسین علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے

Presented by Ziaraat.Com

اور کہنے لگے، "قاسمؑ، تم جا سکتے ہو۔" قاسمؑ نے امامؑ کے ہاتھ پاؤں چومے، اور وہاں سے چلے گئے۔ جب وہ جنگ کیلئے باہر نکلے تو انہوں نے صرف ایک قمیض پہن رکھی تھی، کیونکہ جناب قاسمؑ پر کسی قسم کا جنگی لباس نہیں آتا تھا۔ ان کے پاؤں ابھی تک گھوڑے کی رکابوں تک نہیں پہنچے تھے۔ ایسے ہی بہادری سے مقابلہ کیا اور عمر ابن سعد کی فوج یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اتنا جوان لڑکا اتنا اچھا سپاہی تھا۔ بہت سے مضبوط آدمی ان کے خلاف لڑنے کیلئے آئے لیکن قاسم علیہ السلام نے ان میں سے ہر ایک کو شکست دی۔ ان پر بار بار حملہ کیا گیا، یہاں تک کہ آخر کار وہ گر گئے۔ جب وہ اپنے گھوڑے سے گر رہے تھے تو انہوں نے پکارا "اے میرے چچاؑ میری مدد کرو"۔ تیزی کے ساتھ امام حسین علیہ السلام اور حضرت عباس علیہ السلام دونوں قاسمؑ کی طرف بڑھے لیکن افسوس کہ ان کے پہنچنے سے پہلے انہیں گھوڑوں کے نیچے روند ڈالا گیا۔ امامؑ نے پکارا، "آپ کے چچاؑ کیلئے یہ کتنا مشکل ہے، کہ آپؑ نے مجھے مدد کیلئے بلایا۔ لیکن میں کچھ کرنے کے قابل نہیں ہوں۔" قاسم علیہ السلام کو خیموں میں لے جایا گیا اور اہل بیت علیہم السلام اپنے اس جوان کی ٹکڑوں ہوئے جسم کو دیکھ کے زاروقطار سے رو رہی تھی۔ قاسمؑ کا چھوٹا بھائی عبداللہ بن حسن علیہ السلام امام حسینؑ کی مدد کے لیے وہاں سے نکلے جب عصر کے

Presented by Ziaraat.Com

وقت امامؑ اپنے گھوڑے سے گرے عبداللہؑ نے اپنے چچاؑ کو گلے لگایا اور جب عمر سعد کی فوج امامؑ پر حملہ کر رہی تھی تو عبداللہؑ نے اپنے چچاؑ کو ڈھال دینے کے لئے اپنے بازو آپؑ پر کر دیئے۔ عبداللہؑ کے ہاتھ تلواروں اور خنجر سے کاٹے گئے۔ وہ اپنے چچا امام حسین علیہ السلام کے بازوؤں میں مارے گئے۔امام حسین علیہ السلام عبداللہؑ کے لئے رو پڑے۔

آٹھ محرم الحرام

امام حسین علیہ السلام کے خاندان اور دوست بہت پیاسے ہیں۔ بچے روتے ہیں "العطش، العطش، ہم پیاسے ہیں، ہم پیاسے ہیں۔" مگر پانی نہیں ہے۔ حضرت عباس علیہ السلام نے پانی لانے کی کوشش کی لیکن پانی نہ ملا۔ کچھ مردوں نے عمر بن سعد کی فوج سے کم از کم بچوں کو پانی دینے کا مطالبہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے دریا سے پانی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن بتایا گیا کہ حسین علیہ السلام اوران کے اہل خانہ کیلیئے پانی نہیں ہے۔

آٹھویں محرم کا دن ہمیں حضرت عباس علیہ السلام کی یاد دلاتا ہے۔ ان کی عمر 34 سال تھی۔ وہ بہت بہادر تھے اور عاشور کے دن امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی

Presented by Ziaraat.Com

عباس علیہ السلام کو علمدار منتخب کیا۔ امام علی علیہ السلام ہمیشہ اسلام کا علم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اٹھاتے تھے۔

ایک ایک کر کے امامؑ کے خاندان کے مرد میدان جنگ میں جا رہے تھے اور اسلام کو بچانے کے لئے شہید ہو رہے تھے۔ حضرت عباس علیہ السلام میدان جنگ میں جانا چاہتے تھے اور اسلام کا دفاع کرنا چاہتے تھے لیکن ہر بار جب وہ امام حسین علیہ السلام سے پوچھنے جاتے تو ان سے کہا جاتا "ابھی نہیں عباسؑ! آپ علمدار ہیں، میری فوج کا پرچم اٹھانے والے"۔ آخر میں حضرت عباس علیہ السلام نے افسوس سے کہا، "لیکن میرے امامؑ، کوئی فوج باقی نہیں ہے۔ ہر ایک کو قتل کیا گیا ہے۔ جعفر طیارؑ اور عقیلؑ کے خاندان کو شہید کر دیا گیا ہے، اکبرؑ چلا گیا ہے، عونؑ و محمدؑ نہیں رہے۔ قاسمؑ کی لاش کو روند ڈالا گیا ہے۔

"امامؑ کیسے راضی ہوئے عباسؑ کو جانے دینے پر؟

بس پھر سکینہ سلام اللہ علیہا، امام حسین علیہ السلام کی چار سال کی بیٹی ایک خشک مشک (پانی کی تھیلی) لے کر اندر آئیں کہ "العطش، مجھے پیاس لگی ہے"۔

Presented by Ziaraat.Com

امامؑ نے کہا "جاؤ، عباسؑ، بچوں کیلئے کچھ پانی لاؤ۔" حضرت عباس علیہ السلام نے اپنی پیاسی بھانجی سکینہؑ کو اپنی بانہوں میں لیا، اور ان سے کہا" مجھے مشک دو، میں جا کر تمہارے لئے پانی لے کر آتا ہوں۔" انہوں نے مشک علم سے باندھ دی اور میدان جنگ کی طرف چل دیے۔ عمر سعد کی فوج نے دریا کے کنارے بند کر دیا تھا۔ حضرت عباسؑ نے بہادری سے دریا تک اپنا راستہ لڑا اور مشک کو پانی سے بھر دیا۔ آپؑ نے خود ایک قطرہ پانی نہیں پیا۔ آپؑ علم اور مشک لے گئے۔ پانی بھر کر واپس جانے لگے اور دریا کنارے سے پانی بچوں کو واپس دینے چل دیئے تو آپؑ نے دیکھا کہ فوج آپ کا راستہ روک رہی ہے۔ آپؑ نے ان پر ہر طرف سے حملہ کیا اور ایک بد بخت نے آپ کا دایاں بازو کاٹ دیا۔ حضرت عباس علیہ السلام اتنے بہادر تھے کہ آپؑ نے اب علم اور مشک اپنے بائیں بازو کے ساتھ پکڑ لیے ہائے افسوس کہ بایاں بازو بھی کٹ گیا۔ اب حضرت عباس علیہ السلام نے علم کو اپنے سینے اور گھوڑے کے درمیان تھام لیا۔ ایک تیر نے مشک کو کاٹ لیا اور پانی نکل کر بہہ گیا۔ حضرت عباسؑ کو اس قدر دکھ ہوا کہ انہوں نے اپنے گھوڑے کا رخ دریا کی طرف موڑ لیا۔ عمر سعد کی فوج نے اب بار بار ان پر حملہ کیا، یہاں تک کہ وہ اپنے گھوڑے سے گر گئے۔ "میرا آخری سلام ہو یا امام حسین علیہ

Presented by Ziaraat.Com

السلام"۔ اپنے بھائی کی آواز سنتے ہی امامؑ وہاں سے نکل پڑے۔ عباسؑ تک پہنچنے سے پہلے آپ نے جھک کر کچھ چوم لیا۔ تھوڑی دیر بعد آپ پھر جھکے، اور دوسرا بازو اٹھا لیا جو کٹ گیا تھا۔ آپ آخر عباس علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ آپؑ عباسؑ کے پاس مشک اور علم کے ساتھ زمین پر لیٹ گئے۔ "مجھے خیمے میں واپس نہ لے جانا، اے میرے امامؑ۔ میں نے پانی لانے کا وعدہ کیا تھا سکینہؑ سے لیکن میں نہیں کر سکا۔" امام حسین علیہ السلام نیچے جھکے اور کہا۔ "اے میرے بھائی عباس علیہ السلام میری کمر اب ٹوٹ گئی ہے۔" امامؑ نے دیکھا کہ عباس علیہ السلام کی آنکھوں میں خون تھا۔ آپؑ نے خون کو صاف کیا اور عباسؑ کا سر اپنی گود میں لے لیا۔ عباس علیہ السلام نے امامؑ کی طرف دیکھا اور ہمیشہ کیلئے آنکھیں بند کر لیں۔ امام حسین علیہ السلام رو پڑے۔ وہ علم کو لے کر خیمے میں واپس آگئے پیاسے بچے، خاص طور پر سکینہ سلام اللہ علیہا دروازے پر منتظر تھے۔ جب انہوں نے امام حسین علیہ السلام کو علم کے ساتھ واپس آتے ہوئے دیکھا تو عباس علیہ السلام کے بغیر وہ رو پڑیں، "چچا عباسؑ کہاں ہیں؟ وہ واپس کیوں نہیں آئے "اونچی آواز میں ماتم اور ماتم تھا، کیونکہ تمام بچے اور عورتیں علم کے نیچے جمع تھیں، جواب خون سے گیلا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

نو محرم الحرام

رات حضرت امام حسین علیہ السلام عمر بن سعد سے بات کر رہے تھے کہ وہ اللہ کا خوف کرے اور امام سے نہ لڑے۔ عمر بن سعد نے بات نہ سنی اور ابن زیاد کو لکھا، جس نے واپس لکھا کہ "یا تو حسینؑ سے جنگ کرو یا شمر پر اپنا کام چھوڑ دو۔" جب شمر 9 ویں محرم کو کربلا پہنچا تو عمر بن سعد نے فیصلہ کیا کہ وہ امام حسین علیہ السلام کے خلاف لڑے گا۔ وہ اسی رات امام حسین علیہ السلام پر حملہ کرنے لگے اور خیموں کی طرف مارچ کرنے لگے لیکن امام نے ایک رات کا وقت مانگا تاکہ وہ ساری رات عبادت میں گزار سکیں۔

اس رات کی شب کو شب عاشور کہتے ہیں۔ آج ہمیں علی اصغر علیہ السلام امامؑ کے بیٹے، امام کے خاندان سے شہید ہونے والوں میں سب سے چھوٹا بھی یاد آتا ہے۔

شبِ عاشور کے دوران کیا ہوا؟

جب عمر بن سعد کی فوج امام حسین علیہ السلام کے خیمے کی طرف آنے لگی تو امامؑ نے اپنے بھائی عباسؑ کو ان سے بات کرنے کیلئے بھیجا۔ انھوں نے کہا کہ "بیعت یا جنگ" حضرت عباس علیہ السلام نے کہا کہ "جانا نہیں میں امام حسین کا جواب طلب

Presented by Ziaraat.Com

کروں گا اور واپس آؤں گا۔" حضرت عباسؑ کا ایسے بہادر تھے کہ پوری فوج اس لکیر پر رکی رہی جو آپؑ نے ریت پر کھینچی تھی۔ امامؑ نے کہا "عباسؑ، ان سے کہو کہ ہمارے پاس رات کا ایک اور وقت ہے۔ میں اسے نماز میں گزارنا چاہتا ہوں۔ " حضرت عباس علیہ السلام امامؑ کا پیغام عمر تک لے گئے اور اس پر اتفاق ہو گیا۔ امام حسین علیہ السلام نے پھر اپنے خیمے میں سب کو بلایا اور ان سے کہا کہ اللہ آپ کو میری مدد کرنے کا اجر دے، کل جنگ ہو گی۔ آپ اپنی جان بچا سکتے ہیں۔ تم سب مجھے چھوڑنے کے لئے آزاد ہو۔ "آپ نے یہ کہہ کر شمع بجھا دی تاکہ جو لوگ رخصت ہونا چاہتے تھے وہ جا سکتے۔ جبکہ اندھیرا ہو گیا۔ جو لوگ امامؑ کے ساتھ اپنا سب کچھ امام پر قربان کرنے کیلئے تیار تھے۔ انہوں نے امامؑ سے وعدہ کیا کہ وہ آپ کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ "اگر میرے پاس ہزار زندگی ہے تو میں آپ کے لئے ان سب کو قربان کروں گا۔ "قاسم علیہ السلام نے کہا کہ " موت شہد سے زیادہ میٹھی ہے "رات عبادت اور دعا میں گزر گئی۔ حضرت عباس علیہ السلام خیمے کے چاروں طرف پہرہ دیتے رہے۔ تاکہ سب محفوظ رہیں۔ مائیں اپنے بہادر بیٹوں سے بات کر رہی تھی۔ ان سے کہہ رہی تھیں "کل کے لئے تیار رہو۔ جب آپ دشمن کا سامنا کرنے لگو تو میرا سر مت جھکانا۔" امام حسین علیہ السلام نے نماز کے بعد، ان میں

Presented by Ziaraat.Com

سے ہر ایک کو دیکھنے کے لئے خیموں کا چکر لگایا۔ زینب سلام اللہ علیہا عون و محمد علیہم السلام سے بات کر رہی تھیں۔ لیلیٰ سلام اللہ علیہا نے اپنے خوبصورت بیٹے علی اکبر علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ امام علیہ السلام صحرا کی ہوا میں ایک فریاد سن سکتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ بالکل ان کی ماں فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی آواز کی جیسی ہے، اپنے پیارے بچوں کی قسمت پر رو رہی ہیں۔ بچے بڑھتی ہوئی پیاس سے بے چین تھے۔ سکینہ سلام اللہ علیہا اپنے والدؑ کا انتظار کر رہی تھیں کہ وہ ان کے سینے پر سر رکھ کر سو جائیں۔ بمشکل 6ماہ کا علی اصغر علیہ السلام اتنا پیاسا تھا کہ وہ مشکل سے ہل سکتا تھا۔

لعینوں نے کربلا میں امامؑ کے بچے کو کیوں مارا؟

علی اصغر علیہ السلام کربلا میں صرف 6ماہ کے تھے۔ وہ امام حسین علیہ السلام اور ام رباب سلام اللہ علیہا کے بیٹے تھے۔ عاشور کا دن بہت گرم تھا اور امامؑ کے اہل خانہ کے لئے تین دن تک پانی نہیں تھا۔ آپؑ کی والدہ اسی وجہ سے دودھ نہیں پلا سکتی تھیں۔ جب امامؑ نے پکارا "کیا کوئی میری مدد کرنے والا ہے؟" تو خیموں سے عورتوں کی زور زور سے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ امامؑ خیمے میں آئے۔ بی بی زینب سلام اللہ علیہا نے کہا "اے میرے بھائی حسینؑ، جب سے اصغرؑ نے تمہاری پکار سنی ہے، اس نے رونا نہیں

Presented by Ziaraat.Com

چھوڑا ہے۔ "امامؑ نے کہا کہ اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں اسے لے جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ اس کیلئے پانی حاصل کرسکوں۔" ام رباب سلام اللہ علیہا نے جھولے سے بچے علی اصغر علیہ السلام کو نکالا اور آخری دفعہ چوم لیا۔ امام حسین علیہ السلام نے بچے کو اپنی گود میں لے لیا اور یزید کے لشکر سے جا کر کہا "دیکھو میرا اصغرؑ کتنا پیاسا ہے اس کے ہونٹ خشک ہیں اور وہ مشکل سے آنکھیں کھول سکتا ہے۔ اس نے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ اسے کچھ پانی دے دو۔" یہ سن کر کچھ سپاہی رونے لگے مگر عمر سعد نے حرملہ سے کہا" حسینؑ کی باتیں بند کرو "حرملہ نے بچے کی گردن پر تیر کا نشانہ لگایا۔ تیر علی اصغرؑ کی گردن پر لگا اور بچہ اپنے پیارے باپ امام حسین علیہ السلام کے بازوؤں میں شہید ہوگیا۔ امام نے بچے کو بوسہ دیا پھر ایک قدم آگے بڑھے، اور پھر پیچھے کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے یہ 7 بار کیا اور کہا۔" انااللہ وانا الیہ راجعون " ہم اللہ کی طرف سے آئے ہیں اور اللہ کی طرف لوٹ جانا ہے۔" امامؑ نے گرم ریت میں اپنے ہی ہاتھوں سے بچے کو دفنا دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

دس محرم الحرام

10 محرم کو عاشورہ کہا جاتا ہے اور یہ سال کا سب سے افسوسناک دن ہے۔ تیسرے روز بھی امامؑ، ان کے دوستوں اور اہل خانہ کے لیے پانی نہیں تھا۔ 61 ہجری میں اس دن امام حسین علیہ السلام اور ان کے تمام اہل خانہ سوائے ہمارے چوتھے امامؑ کے جو بہت بیمار تھے، کربلا میں شہید کئے گئے۔ ہم گزشتہ دس دنوں کے دوران ان کے بارے میں پڑھتے رہے ہیں لیکن یہ سب محرم کے دسویں روز شہید ہوئے۔ جب فجر کی نماز کا وقت ہوا تو امامؑ نے اپنے اٹھارہ سالہ بیٹےؑ سے کہا "علی اکبرؑ آج اذان تم دو گے" علی اکبر علیہ السلام دیکھنے، آداب اور آواز میں پیغمبر محمد ﷺ کی طرح تھے۔

شاید لوگ نبی ﷺ کی جیسی آواز میں اذان سن اپنی غلطی کا احساس کریں اور امامؑ کے خلاف جنگ نہ کریں۔ کربلا میں یزید کی فوج کے سالار عمر ابن سعد نے پہلا تیر حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف نشانہ لگایا اور اس کے بعد جلدی سے ہزاروں تیروں کے ساتھ جنگ شروع ہو گئی۔ حرؑ نے امامؑ کے ساتھ مل کر یزید کے خلاف جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ اسے شہید کر دیا گیا اور جلد ہی ایک ایک کر کے تمام دوست امامؑ جیسے

Presented by Ziaraat.Com

زوہیرؑ اور حبیبؑ نے اپنی جان کا نظرانہ پیش کیا۔ ظہر کے وقت تک تمام انصارؑ شہید ہو گئے۔

اب خاندان کے افراد کی باری تھی: عونؑ و محمدؑ اور قاسمؑ جیسے بھانجے بھتیجے، عباسؑ اور جعفرؑ جیسے بھائی اسلام کو بچانے کے لئے لڑتے لڑتے شہید ہوئے ۔ علی اکبرؑ اور یہاں تک کہ ننھے علی اصغرؑ جو امامؑ کے بیٹے تھے دونوں شہید ہوگئے ۔ آخری وداع اب امام حسین علیہ السلام ہی کا تھا۔ وہ الوداع کہنے خیمے میں آئے: اے زینبؑ، اے ام کلثومؑ اے فاطمہؑ اے روقیہؑ اے ربابؑ اے ام لیلیٰؑ اے میری بیٹی سکینہؑ اے فضاؑ میری آخری سلام ہو تم سب پر! "ان کے لیے امام کو جاتے ہوئے دیکھنا بہت مشکل تھا۔ سب رو رہیں تھیں ۔ یہ بہت دکھ کی بات تھی۔ بی بی زینبؑ نے امام حسین علیہ السلام کو ان کی گردن پر بوسہ دیا۔ انہیں یاد آیا کہ ان کی والدہ حضرت فاطمہ زہرا علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کہ ان کی گردن چوم لیں، جب وہ آخری بار ان سے ملنے آئیں۔ امامؑ نے پھر ان کے بازوؤں کو بوسہ دیا، امامؑ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ "میری سکینہؑ کا خیال رکھنا ، وہ شاید ہی چار سال کی ہوں۔ وہ مجھے یاد آئیں گی۔ "اس کے بعد امامؑ اپنے بیمار بیٹے علیؑ (زین العابدین) کو دیکھنے گئے۔ آپؑ نے نرمی سے انہیں جگایا اور کہا "میں جا رہا ہوں، میرے بیٹےؑ"۔

Presented by Ziaraat.Com

چوتھے امامؑ نے آنکھیں کھول کر پوچھا کہ میرے چچا عباسؑ کہاں ہیں؟ عونؑ و محمدؑ کہاں ہیں؟ اکبرؑ کہاں ہے "امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:" ان سب کو شہید کیا گیا ہے۔ اب مردوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے، سوائے تمہارے اور میرے۔" امامؑ نے پھر کہا "جب تم مدینہ واپس جاؤ تو میرے شیعہ کو کہنا میں نے انہیں عاشور کے دن یاد کی ان سے کہنا کہ وہ جب بھی پانی پئیں میری پیاس یاد کریں ۔ "امامؑ خیمے سے نکل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کو تیار تھے۔ آپؑ نے دائیں اور بائیں طرف دیکھا "تم میرے دوست کہاں ہو؟ کیا کوئی ہے جو میری مدد کرے" حضرت زینب سلام اللہ علیہا آگے آئیں اور ان کی مدد کی۔آپ کو اپنے گھوڑا سوار کیا۔ لیکن امام حسین علیہ السلام نے دیکھا کہ گھوڑا نہیں چل رہا تھا۔ "یہ ہمارا آخری سفر ہے، میرے پیارے گھوڑے۔"آپؑ نے پیار سے کہا۔ گھوڑا پھر بھی حرکت نہیں کرتا اور نیچے کی طرف دیکھتا۔ امامؑ نے بھی نیچے اتر کر دیکھا کہ ان کی بیٹی سکینہؑ گھوڑے سے چمٹی ہوئی ہیں۔ امامؑ نیچے اترے اور بیٹی کو اٹھا لیا۔ "اے میری سکینہؑ! آپؑ یہاں کیوں ہیں؟ میں نے تمہیں الوداع کہہ دیا تھا۔ "سکینہؑ نے جواب دیا: "اے میرے والدؑ، مت جائیں آپ جانتے ہیں کہ میں آپؑ کے بغیر سو نہیں سو سکتی میں آپؑ کے بغیر کیسے رہوں گی" وہ رو پڑیں۔ "آپؑ فاطمہ زہرا

Presented by Ziaraat.Com

سلام اللہ علیہا کی پوتی ہیں۔ صبر کرو، صابرہ میرا پیار ہو آپؑ پر اگر میں نہیں جاتا تو اسلام زندہ نہیں رہ سکتا۔ " امام حسین علیہ السلام نے کہا، اور میدان جنگ کے لئے روانہ ہو گئے۔

امام علیؑ کو سب سے بڑا شہید کیوں کہا جاتا ہے

امام حسین علیہ السلام نے دنیا کو دکھایا ہے کہ وہ اللہ کے دین کو بچانے کے لیے ہر چیز کو ترک کرنے کے لیے تیار تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام سے لے کر موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام تک، آخری نبی محمد ﷺ کو اللہ نے بھیجا تھا۔ ہمیں صحیح راستہ دکھانے کے لئے۔ نبی ﷺ کے بعد امام علی علیہ السلام تھے، پھر امام حسن علیہ السلام جنہوں نے اسلام کا راستہ دکھایا۔ یزید اور اس کے ساتھ والے اسلام کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ امام حسین علیہ السلام نے کربلا میں ہمیں یہ دکھایا کہ اسلام کو بچانا ضروری ہے، چاہے اس سے اس کے تمام اہل خانہ اور دوستوں کو شہید کیا جائے۔ کیا میں نے مذہب تبدیل کیا "امامؑ نے پوچھا" نہیں! "وہ بولے۔ "پھر تم میرے خلاف کیوں لڑ رہے ہو؟ "بغض ابیک" جواب آیا "آپ کے والد سے نفرت ہے۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پوتا ہوں. میں علی علیہ

Presented by Ziaraat.Com

السلام اور فاطمہؑ سلام اللہ کا بیٹا ہوں "۔ عمر بن سعد کی فوج واقعی مسلمان نہیں تھی، اور امامؑ پر حملہ کرنے لگی۔ حالانکہ امام حسین علیہ السلام تھکے ہوئے، اداس، بھوکے اور پیاسے تھے، بہادری سے لڑتے رہے۔ پھر یزیدی فوج ان پر ہر طرف سے حملے کرنے لگی۔ کچھ نے نیزوں سے مارا، دوسروں نے تیر پھینکے۔ جن کے پاس اسلحہ نہ تھا وہ پتھر پھینکتے تھے۔ امامؑ اپنے گھوڑے سے گر گئے۔ بے چارہ گھوڑا امامؑ کے خیمے میں واپس چلا گیا۔ بیبیاں گھوڑے کے پاس آئیں دیکھا کہ کاٹھی ٹوٹ چکی ہے، گھوڑے کے بدن میں تیر اب بھی تھے۔ سکینہ سلام اللہ علیہا نے فریاد کی، "اے میرے باپؑ کے گھوڑے، میرا باپ کہاں ہے؟ بی بی زینب علیہ السلام اپنے بھائی کو خیمے کے دروازے سے دیکھتی رہی تھیں، لیکن جب وہ امامؑ کو مزید نہ دیکھ سکیں تو وہ ایک پہاڑی پر گئیں اور پکارا "حسینؑ، میرے بھائی، تم کہاں ہو؟" زینبؑ واپس چلی جاؤ۔ "امامؑ نے کہا۔ وہ پیچھے مڑیں۔ امامؑ نے دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے آپؑ نے اپنی نماز شروع کی۔ عمر بن سعد نے ایک نہایت ظالم اور سفاک آدمی شمر کو کہا کہ جاؤ اور حسینؑ کا سر کاٹ دو! "شمر ہاتھ میں تلوار لے کر آگے بڑھا۔ اس نے نماز ختم کرنے کے لئے امامؑ کا انتظار بھی نہیں کیا۔ اس نے امامؑ کا سر کاٹ کر نیزے پر رکھ دیا اور نیزہ اٹھا لیا۔ فرشتے روتے

Presented by Ziaraat.Com

رہے۔ اندھیرا چھا گیا، زمین لرز اٹھی۔ ایک آواز پکار سنی گئی: حسینؑ کربلا میں مارا گیا ہے! قتال حسینؑ با کربلا! چوتھے امامؑ نے کہا کہ دروازے کا پردہ اٹھاؤ۔ "انہوں نے اپنے باپؑ کے سر کی طرف اشارہ کیا، جو نیزے پر اٹھایا ہوا تھا اور کہا" آپ پر سلام ہو یا اباعبداللہ حسین"۔

شام غریبان سب سے اداس رات کیوں ہے؟

عاشور کے دن کے بعد جو رات آتی ہے اس رات کو شام غریباں کہا جاتا ہے۔ امام حسین علیہ السلام کے تمام اہل خانہ کے لیے یہ بہت مشکل وقت تھا جب وہ شہید ہو چکے تھے، عمر بن سعد کی فوج کے بدنیتوں نے امامؑ کی لاش کو لوٹنا شروع کر دیا۔ انہوں نے سب کچھ لوٹا امامؑ کی زرہ، کپڑے، جوتے، تلوار اور یہاں تک کہ ان کی انگلی سے انگوٹھی بھی۔ پھر عمر ابن سعد نے گھوڑوں کی پیٹھ پر اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ وہ امام حسینؑ کی لاش کو روند دیں۔ پھر وہ ان خیموں کی طرف روانہ ہوئے جہاں بیوہ اور یتیم رو رہے تھے ۔ انہوں نے خیموں میں آگ لگا دی اور وہ جو کچھ بھی لوٹ سکتے تھے لوٹنے لگے۔ انہوں نے وہ بالیاں چھین لیں جو بی بی سکینہ سلام اللہ علیہا نے پہن رکھی تھیں اور سکینہؑ کے کانوں سے خون بہنے لگا۔ انہوں نے بیبیوں کو اپنے نیزے سے مارا اور ان کی چادریں اتار

Presented by Ziaraat.Com

دی، وہ حجاب جو بیبیوں کے سروں پر پڑا تھا اتار لیا۔ وہ اس جگہ چلے گئے جہاں چوتھے امام زین العابدین علیہ السلام بخار سے بیمار پڑے ہوئے تھے اور ان کی چٹائی اتار کر لے گئے۔ انہوں نے امام زین العابدینؑ کے ہاتھوں، پیروں اور گردن کے گرد بھاری زنجیریں ڈال دیں۔ بیبیاں اور بچے ایک خیمے سے دوسرے خیمے تک بھاگتے یہاں تک کہ ایک خیمہ باقی رہ گیا۔ جب آخری خیمے کو آگ لگ گئی تو بی بی زینبؑ نے اپنے بھتیجے، امامؑ سے پوچھا، "ہم کیا کریں؟ کیا ہم باہر آئیں یا اندر ہی رہیں "امامؑ نے کہا" باہر جائیں" تو وہ سب جلتے ہوئے خیمے سے باہر نکل آئے۔ بی بی زینبؑ اور ام کلثومؑ، امام حسین علیہ السلام کی بہنوں نے تمام بچوں اور بیبیوں کو اکٹھا کیا۔ انہوں نے بچوں کی گنتی کی تو کچھ غائب تھے، چنانچہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا انہیں ڈھونڈنے چلی گئیں۔ انہوں نے فرش پر دو چھوٹے بچوں کو دیکھا۔ جب بی بیؑ نے انہیں اٹھایا تو آپ نے دیکھا کہ وہ مر چکے ہیں۔ انہیں یزید کی فوج کے گھوڑوں نے روند ڈالا تھا۔ وہ روتے ہوئے پھٹ پڑیں، "اے میرے اللہ!"

بی بی زینب سلام اللہ علیہا کو اپنے بھائی امام حسینؑ کی بیٹی سکینہؑ کہیں بھی نہ مل سکیں۔ وہ تلاش کرتی چلی گئیں، سکینہؑ کو تلاش کرنے کے لئے، اور آواز لگاتی" کہاں ہو تم میری

Presented by Ziaraat.Com

پیاری سکینہؑ کہاں ہو؟ "آخر کار سکینہؑ ایک جسم سے لپٹی ہوئی ملیں، جس کا کوئی سر نہیں تھا۔ سکینہؑ روتی ہوئی اس سے لپٹ رہی تھیں ؛ "اے میرے باباؑ، میرے باباؑ، آپؑ واپس کیوں نہیں آئے؟ ہماری طرف دیکھو۔ ہمارے خیمے جل چکے ہیں۔ میری بالیاں چھین لی گئیں! براہ مہربانی واپس آجائیں۔" بی بی زینب سلام اللہ علیہا نے اپنی چھوٹی سی بھتیجی کو اپنے بازوؤں میں لے لیا ؛ "میرے ساتھ چلو" وہ بولیں ؛ اور وہ باقی خواتین کے پاس واپس چلے گئے۔ عمر بن سعد کی فوج خوش ہوگئی اور کھانا کھانے لگی۔ وہ خوشی میں اپنے ڈھول پیٹتے رہے۔ امام حسین علیہ السلام کے اہل خانہ کے لیے کچھ کھانا اور پانی بھیجا گیا۔ لیکن امامؑ کے خاندان میں کوئی بھی کھانے کی کمی کیسے محسوس کر سکتا تھا؟

ان کے تمام عزیز بھوکے اور پیاسے شہید ہو چکے تھے! وہ روتے رہے۔ رات گزرتی رہی انہوں نے نماز ادا کی اور امام زین العابدینؑ سجدے میں چلے گئے۔ بی بی زینبؑ اہل بیتؑ کی حفاظت کے لئے بیدار رہیں۔ وہ اپنے بھائی عباسؑ کے بارے میں سوچتی تھیں جو ہر رات یہ کام کیا کرتے تھے۔ اچانک انہیں کوئی آتا ہوا نظر آیا۔ "رک جاؤ!! ہمارے پاس اب لوٹ مار کے لئے کچھ نہیں بچا۔ بچے ابھی سو کر اٹھے ہیں"۔ مگر سوار قریب آ گیا۔" رک جاؤ، میری بات سنو، میں زینبؑ ہوں، علیؑ کی بیٹی" سوار نے کہا

PeshawarMuharram
Presented by Ziaraat.Com

"اے زینبؑ، میری بیٹی۔ یہ آپؑ کے والد علیؑ ہیں۔ میں آیا ہوں، لہذا آپ آرام کر سکتی ہیں۔"

گیارہ محرم الحرام

جب طویل رات کا خاتمہ ہوا اور آخر صبح ہوئی، چوتھے امامؑ اور بیبیوں نے نماز ادا کی۔ کربلا کے میدان جنگ میں ان کے چاروں طرف اپنے پیاروں کی لاشیں بچھی تھیں۔ ان کے خیمے جلا دیئے گئے تھے اور ان کے پاس کچھ بھی نہیں تھا، سر ڈھانپنے کے لئے کپڑے کا ٹکڑا بھی نہیں۔ یزید کی فوج اپنے مردہ سپاہیوں کو دفن کرنے لگی۔ لیکن چوتھے امامؑ کو امام حسین علیہ السلام یا ان کے خاندان میں سے کسی کو دفن کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ ان کے جسموں کے ٹکڑے زمین پر پڑے تھے۔ عمر بن سعد نے پھر کوفہ کے گورنر ابن زیاد کو تمام سر بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ امامؑ کے خاندان کے تمام سر کاٹ کر نیزے پر رکھ دیئے گئے تھے۔ انہوں نے سروں کی گنتی کی اور پھر کہا "ایک سر غائب ہے" یہ علی اصغرؑ کا تھا، جسے امام حسین علیہ السلام نے دفن کیا تھا۔ حرملا جس نے اصغرؑ کو اپنے تیر سے شہید کیا تھا اب قبر تلاش کرنے گیا اور بچے کا سر کاٹ دیا۔ ایسا ظلم کربلا سے پہلے یا بعد میں کبھی نہیں دیکھا گیا۔ اب کربلا سے رخصت ہونے کا وقت تھا۔ بیبیوں نے

Presented by Ziaraat.Com

چہرے اپنے سر کے بالوں سے چھپا رکھے تھے۔ وہ سب رسیوں میں بندھے ہوئے تھے اور اونٹوں کی ننگی پیٹھ پر سوار ہونے کے لئے تیار تھے۔ چوتھے امامؑ، جو اتنے بیمار تھے اور مشکل سے کھڑے ہو سکتے تھے۔ اس رسی کو پکڑنے پر مجبور تھے جو اونٹوں کی رہنمائی کرتی تھی۔ انہیں اس جگہ لے جایا گیا جہاں امام حسین علیہ السلام کی لاش تھی۔بی بی زینب سلام اللہ علیہا کو بہت دکھ ہوا۔ آپؑ نے صدا دی"اے میرے نانا محمد ﷺ، اپنے حسینؑ کو دیکھیں۔ دیکھیں کہ وہ کس طرح خون سے تر ہیں اور اس کا جسم ٹکڑوں میں پڑا ہے" قافلے نے کوفہ کی طرف اپنا سفر شروع کیا۔ بنی اسد قبیلے کا ایک آدمی کہتا ہے"قافلے کے جانے کے بعد میں میدان جنگ میں آگیا۔ میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ جسموں سے آسمان کی طرف جانے والی ایک روشنی تھی۔ ہوا میں ایک پیاری سی خوش بوآرہی تھی۔مجھے رونے اور سسکیوں کی آواز سنائی دی"۔

12 محرم الحرام

12 محرم الحرام کو امام حسین علیہ السلام کا سوئم کہا جاتا ہے۔ بنی اسد قبیلے کے لوگ 12 محرم کے دن کربلا تشریف لائے اور امامؑ اور ان کے اہل خانہ کو سپرد خاک کر دیا۔ کسی کے مرنے کے بعد سوئم تیسرا دن ہوتا ہے۔ یہ واحد امامؑ ہیں جن کا سوئم ہم

PeshawarMuharram
Presented by Ziaraat.Com

کرتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام واحد امام ہیں جن کا اربعین (40 دن) چہلم ہم مناتے ہیں۔ جب کوئی مر جاتا ہے تو، ان کے اہل خانہ اس کے لئے فاتحہ رکھتے ہیں۔اور اہل خانہ کے ساتھ لوگ شامل ہوتے ہیں اور ان کا غم بانٹنے ہر کوئی آتا ہے۔ لیکن کربلا میں، امام حسینؑ کے خاندان کو اس کی مہلت نہیں مل سکی۔ انہیں فاتحہ کی اجازت نہیں دی گئی غم بانٹنے کوئی نہ آیا۔ اس کے بجائے، وہ کوفہ کے راستے پر تھے، قیدیوں کے طور پر لے جائے جارہے تھے۔

یہ نہ صرف شہیدوں کے بادشاہ امام حسین علیہ السلام، بلکہ ان کے تمام اہل خانہ اور دوستوں کا سوئم تھا جو کربلا میں شہید کئے گئے تھے۔ یہ حبیبؑ، زوہیرؑ اور حرؑ جیسے مردوں کا سوئم تھا، جنہوں نے امامؑ کی اسلام کا دفاع کرنے میں مدد کی تھی۔ یہ بی بی زینب سلام اللہ علیہا کے بہادر بیٹوں عونؑ و محمدؑ کا سوئم تھا۔ یہ قاسمؑ کا سوئم تھا جنہیں گھوڑوں نے روند ڈالا تھا اور ان کی والدہ ام فرواؑ ساری زندگی اس منظر کو کبھی نہ بھول سکیں۔ یہ علی اکبرؑ کا سوئم تھا اور ان کی والدہ ام لیلیٰؑ کو اپنے اٹھارہ سالہ بیٹے کے لئے رونے کی بھی اجازت نہ تھی۔ یہ علی اصغرؑ کا سوئم تھا۔ اس کے باوجود علی اصغرؑ کی والدہ ام ربابؑ کے پاس ان کی فاتحہ کے لئے پانی یا دودھ نہیں تھا۔ یہ بہادر عباس علیہ السلام کا سوئم تھا،

PeshawarMuharram
Presented by Ziaraat.Com

جن کے بازو کٹ چکے تھے، جب وہ اپنی بھتیجی سکینہؑ کے لیے پانی لانے کی کوشش کر رہے تھے۔

ہمارے امام علیہ السلام کے خاندان کے مصائب کے بارے میں سوچنا بہت مشکل ہے کیونکہ انہیں کوفہ لے جایا جارہا تھا۔ لعینوں نے تمام بیبیوں کی پیٹھ پیچھے ہاتھ باندھ رکھے تھے۔ چوتھے امامؑ گرتے رہے اور کوڑے مارے گئے تاکہ انہیں اٹھایا اور سفر جاری رکھا جاسکے۔ سلام تجھ پر اے امام حسین علیہ السلام حضرت محمد ﷺ کے بیٹے! سلام تجھ پر اے امام حسین علیہ السلام، امام علی علیہ السلام کے بیٹے! سلام تجھ پر اے امام حسینؑ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بیٹے! آپؑ اور آپؑ کے بچوں، اور آپؑ کے مددگار اور دوستوں پر سلام۔ آیئے ہم اپنے وقت کے امامؑ سے کہتے ہیں، یا امام زمانہ عجل اللہ فرج شریف ہم آپؑ کو آپؑ کے دادا امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر پرسا (تعزیت) پیش کرتے ہیں۔ کاش ہم کربلا میں ہوتے ان کے مددگار بنتے۔ اللہ ان سب پر لعنت کرے جو آپؑ کے خلاف تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

کون کون کربلا میں موجود تھے؟

اسلام کو بچانے والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے، امام علیؑ اور بی بی فاطمہؑ کے بیٹے امام حسینؑ۔ جو ہمارے تیسرے امام ہیں۔

حضرت زینب سلام اللہ علیہا، امام حسینؑ کی بہن، جو ان کے بعد اسلام کے لئے لڑنے والوں کی رہنما بنیں۔

حضرت کلثومؑ، امام حسین علیہ السلام کی چھوٹی بہن جنہوں نے ہر طرح حضرت زینبؑ کی تائید کی۔

اسلام کے علم بردار، امام حسینؑ کے بھائی حضرت عباسؑ، جنہوں نے علم کو تھام لیا۔ ان کے 3 بھائی تھے جو سب روز عاشور شہید ہوئے ۔ حضرت علی اکبرؑ، امام حسینؑ کے 18 سالہ بیٹے جنہوں نے عاشور کو فجر کی اذان دی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت مشابہہ تھے۔

حضرت امام زین العابدینؑ، ہمارے چوتھے امامؑ۔ امام حسین علیہ السلام کے اس بیٹے کی عمر 22 سال تھی۔ وہ عاشور کے روز بہت بیمار تھے تو جنگ میں مقابلہ نہیں کر سکے۔

حضرت علی اصغرؑ: امام حسینؑ کے چھوٹے بیٹے، صرف 6 ماہ کے تھے۔ وہ ایک تین منہ والے تیر سے شہید کئے گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت قاسمؑ، امام حسنؑ، ہمارے دوسرے امام کے بیٹے ہیں۔ ان کی عمر صرف 13 سال تھی۔ انہیں گھوڑوں نے روند ڈالا تھا۔ حضرت عونؑ اور حضرت محمدؑ بی بی زینبؑ اور حضرت عبداللہ ابن جعفر طیارؑ کے بیٹے تھے۔ وہ جوان اور بہادر تھے۔ حضرت مسلمؑ، امام حسینؑ کے چچا زاد بھائی۔ ان کو پیغامبر کی حیثیت سے کوفہ بھیجا گیا تھا لیکن 9 ویں ذی الحجہ کو ابن زیاد نے وہاں ظالمانہ انداز میں شہید کیا۔ حضرت ہانیؓ کوفہ میں حضرت مسلمؑ کے ایک مخلص دوست جو آخری دم تک ان کے ساتھ سچے رہے۔ وہ بھی ابنِ زیاد کے ہاتھوں شہید کئے گئے۔

حضرت حرؑ یزید کے لشکر میں تھے لیکن اپنا ارادہ بدل لیا اور یوم عاشور لشکر امام حسین علیہ السلام میں شامل ہو گئے۔ حضرت حبیبؑ امام حسین علیہ السلام کے ایک پرانے دوست وہ کوفہ سے آئے تو امام کا خط ان تک پہنچا۔ حضرت زہیرؑ بوڑھے تھے، مگر جذبے سے جوان تھے۔ انہوں نے امام حسینؑ کی حمایت میں بہادری سے مقابلہ کیا۔ حضرت وہیبؑ کی نئی شادی ہوئی تھی وہ اپنی دلہن اور اپنی والدہ کے ساتھ امامؑ کے ساتھ شامل ہوئے۔ انہوں نے اسلام کو بچانے کے لیے اپنی جان دے دی۔ حضرت جونؑ، حضرت ابوذرؓ کے ایک سیاہ غلام، جن کے جسم کو امام حسین علیہ السلام کی دعا سے

Presented by Ziaraat.Com

خوشبودار بنا دیا گیا تھا۔ حضرت مسلمؑ ابن اوسجہ امام کے قریبی دوست تھے۔ وہ بھی عاشور کے دن شہید ہوئے۔ حضرت بریرؑ، نویں محرم کو امام کے پیاسے بچوں کے لئے پانی لانے کی کوشش کی تھی۔وہ کربلامیں شہید کئے گئے،امامؑ کے لئے لڑرہے تھے۔

حضرت نافعؑ ہمیشہ سے امامؑ کی حفاظت کے خواہشمند تھے امامؑ نے انہیں عین اس مقام پر فائز کر دیا جہاں وہ عاشور کے روز شہید ہوئے۔ حضرت ام لیلیٰؑ، امام حسینؑ کی اہلیہ، حضرت علی اکبرؑ کی والدہ تھیں،حضرت ام ربابؑ، امام حسینؑ کی اہلیہ حضرت علی اصغرؑ اور بی بی سکینہؑ کی والدہ تھیں۔ حضرت ام فرواؑ امام حسنؑ بیوہ اور حضرت قاسمؑ کی والدہ تھیں، بی بی سکینہؑ امام حسین علیہ السلام کی چار سالہ بیٹی جو ان سے بہت محبت کرتی تھیں۔ وہ حضرت رقیہ علیہا السلام بھی کہلاتی ہیں۔ حضرت فاطمہ صغراؑ، امام حسینؑ کی بیٹی جو بیمار تھیں لہذا مدینہ میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ حضرت فضاؑ جو اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرتی تھیں۔ بی بی فاطمہؑ کی کنیز تھیں۔ وہ بچپن سے ہی ان کی دیکھ بھال کرتی تھیں اور اپنی ساری زندگی کو ان کے لئے وقف کر دیا تھی۔حضرت ام سلمیٰؑ جو حضورﷺ کی زوجہ تھیں، آنحضرتؐ نے اپنی زوجہ کو کربلا کی مٹی دی تھی جو امام حسینؑ کی شہادت پر خون میں بدل گئی ۔حضرت ام البنینؑ، امام علی علیہ السلام کی زوجہ اور حضرت عباس

PeshawarMuharram

Presented by Ziaraat.Com

علیہ السلام اور ان کے بہادر بھائیوں کی والدہ تھیں جو سب اسلام کی راہ میں شہید کئے گئے۔

اسلام کے دشمن

یزید معاویہ ابن سفیان کا بیٹا تھا جس نے امام علی علیہ السلام سے جنگ صفین میں لڑائی کی تھی۔ یزید کھلم کھلا نبیؐ اور اسلام کو گالی دے رہا تھا اور امام حسین علیہ السلام کے خلاف جہاد کرنے کے لیے ایک لاکھ لوگوں کو جمع کیا کربلا میں یزید کی فوج کا انچارج عمر بن سعد تھا۔ ابنِ زیاد کوفہ شہر میں یزید کا گورنر تھا شر پسند اور ظالم تھا۔ اسے عمر ابن سعد نے امامؑ کا سر قلم کرنے کے لئے منتخب کیا تھا۔ خولی یزید کا ایک اور ظالم سپاہی تھا جو شمر کے ساتھ امامؑ کے قتل کے لیے گیا۔ خولی نے امامؑ کا سر کوفہ تک پہنچایا۔ سنان ابن انس نے امام حسین علیہ السلام پر نیزہ اور تیر پھینکے تھے اور جس سے وہ گر گئے۔ حرملہ ابن خیل پتھر دل تھا۔ اس نے جنگ میں تیر پھینکے اور امامؑ کے بیٹے علی اصغرؑ کو اس وقت شہید کیا جب وہ پانی مانگ رہے تھے۔

کربلا سے سبق آموز واقعے

ہمارے چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "ہر روز عاشورہ ہے۔ ہر زمین کربلا ہے"۔ عاشورہ وہ دن ہے جب امام حسین علیہ السلام نے اللہ کے پیغام کو بچانے کے لئے جو تھا وہ سب کچھ قربان کر دیا۔ آپؑ نے ہمیں دکھایا کہ ہمیں اسلام کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہونا ضروری ہے۔ امامؑ نے دین اسلام کا دفاع کرتے

Presented by Ziaraat.Com

ہوئے اور حرم اللہ کی حرمت کی حفاظت کے لئے امت کو باطل سے حق پر لانے کیلئے مدینہ چھوڑ دیا۔ اس کوشش میں ان کا خاندان، مرد، عورتیں، بچے، جوان اور بوڑھے ان کے ساتھ تھے۔ ان کے حقیقی پیروکاروں کے طور پر ہمیں بھی کام کرنا ہوگا۔امامؑ کے پیغام کو پھیلانے کیلئے کربلا میں امام حسینؑ نے کہا کہ "کیا کوئی میری مدد کرنے والا ہے؟ "یہ پکار ہمارے لئے بھی ہے، اور آج بھی قائم ہے، بے انصافی اور باطل کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ ہر بار جب ہم اللہ کے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں تو ہم اپنے امامؑ کی پکار کا جواب دے رہے ہوتے ہیں۔ جب ہم اپنے امامؑ کو سلام کہتے ہیں تو ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؑ نے نماز قائم کی۔ ایک شیعہ کے طور پر باقاعدگی سے نماز پڑھنا ہمارا فرض ہے۔ اہل بیت علیہم السلام کو اسلام کو بچانے کے لئے ان کی زندگی میں ہر مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان کی محبت کو اپنے دل میں رکھیں اور اہل بیت علیہم السلام کی مثال اور ان کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے آج ان کی اور ان کے مشن کے حامیوں کی طرف اپنی محبت کا اظہار کریں۔ ہمارے امامؑ نے برائی، (طاغوت، فسق، فجور) اور باطل کے خلاف جہاد کیا۔ ہمیں بھی حق کا ساتھ دینا چاہیے اور قرب الٰہی کی تلاش کے لیے برائی کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔ امام حسین علیہ السلام نے ہم سے کہا کہ جب بھی ہم پانی پئیں تو انہیں یاد کریں جب ہم پانی پیتے ہیں تو ہمیں اپنے امامؑ اور کربلا کے شہیدوں کو سلام کہنا چاہئے۔ ہمیں حضرت حرؑ سے سبق سیکھنا چاہیے کہ توبہ کرنے میں کبھی دیر

PeshawarMuharram
Presented by Ziaraat.Com

نہیں ہوتی۔ ہمیں اپنے آپ کو بہتر بنانے کے لئے اپنی کوششوں میں مخلص ہونا ضروری ہے۔ ہمیں امام حسین علیہ السلام کے پیغام کو معرفت، تقویٰ، اطاعت اللہ، باسیرت، مجلس، ماتم، عزاداری کے ذریعے زندہ رکھنا چاہیے۔تمام نیک اعمال پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اور ان تعلیمات کو ہماری روز مرہ زندگی میں لاگو کرنا ہوگا اور تمام ثقافتی، رسمی چیزوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ جو دنیا میں اہل بیت علیہم السلام کے اسلام کے پھیلاؤ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور حقیقی معنوں میں سچا حقیقی مومن بننا چاہئے۔ ایمانداری، ہمت اور اللہ کا خوف ہماری فطرت کا حصہ ہونا چاہئے۔آمین

By Peshawar Muharram

Fb, Twitter, Instagram, You Tube

You Tube Channel: youtube.com/c/PeshawarMuharram

Join Our Facebook Page: facebook.com/PeshawarMuharam

Follow us on Instagram: www.instagram.com/PeshawarMuharram/

Follow us on Twitter: twitter.com/PeshawarMuharam

Presented by Ziaraat.Com